سزائے حبس (قید) قرآن وسنت کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد عبداللہ قاضی

حبس کا لغوی معنی روکنا اور بند کرنا ہے۔ اسی سے محبس بنا ہے جس کے معنی قید خانے اور جیل کے ہیں۔ اسی کو سجن (۱) کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ۔ (۲) اے میرے رب قید خانہ میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔ شرعی اعتبار سے حبس کی تعریف یوں ہوگی: "تعویق الشخص و منعه من التصرف بنفسه" (۳) کسی شخص کو نقل وحرکت اور ازخود تصرف سے روک دینا۔

قید کی مشروعیت کے بارے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی قید کی عدم مشروعیت کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور نہ ہی خلیفۂ اول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قید خانے پائے جاتے تھے۔ "ولم یسجنا احدا" (۴) اور نہ ہی انہوں نے کسی کو قید کیا۔ اس کی دلیل یہ ہے برماس بن حبیب نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ کہا انہوں نے کہا:

> "اتیت النبی صلی الله علیه وسلم بغریم لی فقال لی الزمه ثم قال یا أخابنی تمیم ما ترید ان تفعل بأسیرک"۔ (۵)
>
> میں مقروض کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اسے روکے رکھو۔ پھر فرمایا: بنو تمیمی بھائی، تم اپنے قیدی کا کیا کرو گے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قید نہ کرنے سے یہ یہ ثابت نہیں ہوتی کہ قید کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان دنوں قید کی اتنی ضرورت پیش نہیں آئی۔ پھر جب خلیفہ عادل امام عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا، اسلامی ریاست کی حدود میں وسعت پیدا ہوئی، آبادی بڑھنا شروع ہوئی تب قید خانے بنائے گئے۔

جمہور فقہاء کے ہاں قید کی سزا جائز ہے جس کی دلیل سورۃ نساء کی یہ آیت ہے:

(والـلاتـی یأتین الفاحشة من نسائکم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم فان

شھدوا فامسکوھن فی البیوت حتی یتوفاھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا o (۶)

اور مسلمانو تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں ان پر چار آدمیوں کی گواہی لو، پس اگر وہ گواہی دے دیں تو (سزا کے طور پر) انہیں گھروں میں بند رکھو، یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کر دے۔ یا اللہ ان کے لئے کوئی اور سبیل نکال دے۔

فھذہ الایة ترشد الی الامساک والحبس فی البیوت کما ھو الھم فی صدر الاسلام۔(۷)

اس آیت سے گھروں میں روک رکھنے، اور قید کرنے کی رہنمائی ملتی ہے۔ ابتداء اسلام سے یہ حکم یوں ہی برقرار ہے۔ اس سے جیل خانہ جات کی مشروعیت کا پتہ چلتا ہے۔

ارشاد باری ہے:

"او ینفوا من الارض" ۔(۸) (یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے)۔

"قال مالک (۹) والکوفیون نفیھم سجنھم فینفی من سعة الدنیا الی ضیقھا فصار کأنہ اذا سجن فقد نفی من الارض الامن موضع استقرارہ۔

امام مالک اور علماء کوفہ کہتے ہیں کہ نکال دینے کا مطلب قید کر دینا ہے، چنانچہ انہیں دنیا کی کشادگی سے، قید خانے کی تنگی کی طرف نکال پھینکا جاتا ہے۔ یوں بھی جس شخص کو قید کیا جاتا ہے۔ وہ دنیا سے نکل کر ایک محدود جگہ میں گھر کر رہ جاتا ہے۔

انہوں نے بطور استدلال کسی قیدی شاعر کا شعر پیش کیا ہے۔ ؎

خرجنا من الدنیا ونحن من اھلھا
فلسنا من الاموات فیھا ولا الاحیاء

إذا جائنا السجان یومًا لحاجة
عجبنا وقلنا جاء ھذا من الدنیا

ہم اسی دنیا کے باسی ہیں، اس کے باوجود ہم دنیا سے نکل چکے ہیں، آج ہماری حالت یہ ہے کہ نہ ہم زندوں میں ہیں نہ مردوں میں۔ جب داروغہ کسی دن کسی ضرورت سے ہمارے یہاں آتا

ہے، تو ہمیں حیرت ہوتی ہے، اور ہم کہتے ہیں کہ ارے دیکھو یہ دنیا سے آیا ہے۔

والمرادِ بالارض النازلة ۔(۱۰) آیت میں ارض سے مراد وہی بستی ہے جہاں حادثہ پیش آیا، بہرحال سابقہ دلائل سے جیل خانہ جات بنانے کا ثبوت ملتا ہے۔

احادیث

۱. عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده ان النبی صلی اللہ علیه وسلم حبس رجلا فی تهمة تم خلی عنه۔(۱۱)

حضرت بہز بن حکیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی تہمت کے سلسلے میں ایک شخص کو قید کر دیا، پھر اسے رہا کر دیا۔

"عن ابی هريرة من رواية الحاكم ان النبی صلی اللہ علیه وسلم "حبس فی تهمة یومًا ولیلة"۔(۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بروایت حاکم منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی تہمت کے سلسلے میں ایک شخص کو ایک رات دن قید کئے رکھا۔ آپ کے اس فعل سے قید کئے جانے کا ثبوت ملتا ہے۔

"روی عبدالرزاق ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال فی الذی امسک رجلاً للآخر حتی قتله "اقتلوا القاتل واصبروا الصابر"۔

عبدالرزاق نے نقل کیا ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جس نے دوسرے شخص کو روکے رکھا، یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا آپ نے فرمایا: روکنے والے کو روک دو۔

"قال ابو عبیده اصبروا الصابر أی اجسوا الذی حبسه حتی یموت ومثله روی عن علی (۱۳) هذا یدل علی مشروعية الحبس۔

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی۔ ☆

ابوعبیدہ کہتے ہیں اصبروا الصابر کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قید کر رکھا، اس کو تم بھی قید کر دو تا آنکہ وہ بھی مر جائے اسی قسم کا مفہوم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس سے بھی قید کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔

اجماع

"فقد اتخذ عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم السجن ولم ینکر (۲) علیہم احد من الصحابہ فکان ذلک اجماعاً (۱۴) علی اتخاذ السجن والحبس فیہ۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین نے جیل خانے بنائے، اور ان کے اس فعل پر صحابہ میں سے کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیل خانے بنوائے جاتے تھے اور اس میں قید کرنے پر اجماع منعقد ہے۔

اس کی وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو:

فقد اشتری عمر بن الخطاب من صفوان بن امیة دارا بأربعة آلاف درهم وجعلها حبسا، (۱۵) کما ثبت عنه رضی الله عنه انه کان له سجن سجن فیه الحطیئة علی الهجاء و سجن ضیعا التمیمی علی سوالهعن الذاریات والمرسلات والنازعات و شبههن، وأمر الناس بالتفقه فی المشکلات وضربه مره بعد مرة ونقاه الی العراق و کتب ان لا یجالسه احد قال المحدث: فلو جاء نا ونحن مائة لتفرقنا عنه، ثم کتب ابو موسی إلی عمر أنه قد حسنت توبته فأمره عمر فخلی بینه وبین الناس، وبهذا یکون عمر اوّل من اتخذ السجن (۱۶) وسجن عثمان بن عفان رضی الله عنه ضابی بن الحاری وکان من لصوص نبی تمیم وفتالهم حتی مات فی السجن۔ (۱۷)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے۔ ☆

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صفوان بن امیہ سے چار ہزار درہم کا ایک مکان خریدا۔ اور اسی کو قید خانہ میں کر دیا۔ آپ ہی سے یہ روایت پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ آپ کا ایک جیل خانہ اور تھا، جس میں آپ نے حطیئہ شاعر کو اس کی کثرت ہجوگوئی پر قید کر دیا تھا۔ ضبع التمیمی کو آپ نے اس لئے جیل میں ڈال رکھا تھا کہ وہ سورۂ ذاریات، مرسلات اور نازعات وغیر سورتوں کی بابت لوگوں سے سوالات کیا کرتا تھا۔ مشکل آیتوں پر غور وفکر کے لئے لوگوں کو اکسایا کرتا تھا، اس شخص کو آپ نے بارہا سزائیں دیں۔ پھر اسے عراق جلا وطن کر دیا اور عراقیوں کے نام یہ خط لکھا کہ کوئی شخص اس کے پاس بیٹھے، چنانچہ کہنے والے یہاں تک کہتے تھے کہ اگر کسی مجلس میں ہم سینکڑوں کی تعداد میں بیٹھے ہوتے، اور وہ شخص آ جاتا تو ہم اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔ پھر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس شخص نے توبہ کر لی ہے اور بہتر طریقہ سے توبہ کر لی ہے۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے لوگوں کے بائیکاٹ کو ختم فرمایا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اولیں شخص ہیں جنہوں نے جیل خانوں کی بنیاد ڈالی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ضابی بن حارث کو جیل خانے کی سزا دی کیونکہ یہ شخص بنو تمیم کے چوروں اور قاتلوں میں سے تھا بالآخر جیل میں ہی یہ شخص مر گیا۔

وثبت عنّ علی رضی اللہ عنہ انہ قد سجن (۱۹) وھو لا یفعل الا ما کان مشروعاً۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے بھی قید کیا اور آپ صرف جائز کام ہی کیا کرتے تھے۔

بلاشبہ مذکورہ دلائل سے جیل خانوں کے جواز کا ثبوت ملتا ہے، ان جیل خانوں میں مجرم کا منتظر ایسا نظام ہوتا ہے۔ جو اس کی رہنمائی کرتا اور اسے راہِ راست پر لاتا ہے، اس کے لئے روک تھام اور رہنمائی کے اسباب فراہم کرتا ہے، اور اسی صورت میں جیل خانوں کا مقصد بھی حاصل ہوتا ہے۔ جس کی بناء پر اسلام نے ان کو مندوب قرار دیا ہے۔ جیل خانوں میں اصلاح و درستی کا جو نظام برپا ہوتا ہے، وہ ایک مطلوب چیز ہے اور اس کا بہترین نتیجہ برآمد ہوتا ہے، کیونکہ اس نظام کو چلانے والے

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں۔ (محدث ابو زرعہ)

ایسے داعی اور علماء کرام ہوتے ہیں، جن سے لوگ متاثر ہوتے ہیں ان کی باتوں کو مانتے اور ان پر کان دھرتے ہیں۔ اگر جیلوں میں علماء کرام وعظ ونصیحت کریں اور ان کو صحیح راستے پر لگائیں تو قید خانوں کی رونق کم ہوسکتی ہے۔

المراجع

۱۔ تاج العروس من جواہر القاموس: الزبیدی الطبعہ الاولیٰ مطبعہ خیریہ، ۱۳۰۶ھ۔

۲۔ سورۃ یوسف، آیۃ :۲۳۔

۳۔ الطرق الحکمیة فی السیاسة الشرعیة ابن قیم الجوزیه، مطبعۃ الآداب والموید بمصر ۱۳۱۷ھ نسخہ محققۃ بقلم سلیمان الضیع التحقیق مخطوط، ص ۱۱۱۔

۴۔ اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن محمد فرج المالکی القرطبی مطبعۃ دار احیاء الکتب العربیۃ عیسیٰ البابی الحلبی، ۱۳۴۶ھ، ص ۵۔

۵۔ ایضاً۔

۶۔ سورۃ النساء، آیت ۵۔

۷۔ الجامع لاحکام القرآن محمد القرطبی۔ الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۵۷ھ، مطبعۃ دارالکتب المصریۃ، ج ۵/ ۸۴، احکام القرآن ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۸۷ھ، عیسیٰ الحلبی تحقیق علی محمد البجاوی، ج ۱/ ۳۵۷۔

۸۔ مائدۃ، آیت ۳۳۔

۹۔ حاشیہ ابن عابدین محمد امین الشہیر بابن عابدین الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۶ھ مشترکہ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی واولادہ بمصر، ج ۵/ ۳۷۶۔

۱۰۔ المرجع ارقمی ۷۔

۱۱۔ نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار الشوکانی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۰ھ، الاحکام السلطانیہ، ابو یعلی محمد الضراد الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۶ھ، مطبعۃ الحلبی صححہ وعلق علیہ محمد حامد فقی، ص ۲۴۲۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں۔

۱۲۔ امرجع السابق۔

۱۳۔ اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن محمد فرج المالکی القرطبی مطبعۃ دار احیاء الکتب العربیۃ عیسی البابی الحلبی، ۱۳۴۶ھ، ص ۶۷۷۔

۱۴۔ نیل الاوطار (رقم) ۱۱ ۷/۱۶۰۔

۱۵۔ ردالمختار علی الدرالمختار ابن عابدین دار الطاعۃ المصریۃ ببود الاق بمصر شعبان ۱۲۷۱ھ، ج ۴/۳۱۳

۱۶۔ الطرق الحکمیۃ (رقم ۳)، ص ۱۱۱۔

۱۷۔ اقضیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (رقم ۱۳) ص ۵۔

۱۸۔ ایضاً۔

۱۹۔ التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ، عبدالعزیز عامر الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۷۵ھ، دار الکتاب العربی بمصر ص ۲۹۶۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

فقہ اسلامی کے تین اہم قارئین کا ارتحال

گزشتہ دنوں یکے بعد دیگرے مجلّہ فقہ اسلامی کے تین بڑے قارئین علماء وصال فرماگئے، ان میں حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، حضرت علامہ محمد حسن حقانی اور حضرت علامہ سید سعادت علی قادری رحمہم اللہ شامل ہیں......

☆☆☆

مجلس ادارت ان معروف فقہی، علمی اور عوامی شخصیات کے انتقال پر اللہ رب العزت سے ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعاء گو ہے......

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا۔ (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆